مفتی محمد صدیق محمود کوٹی رحمہ اللہ کا سانحۂ ارتحال

محمد صدیق محمود کوٹی
متعلم مدرسہ ابن عباسؓ، گلستان جوہر، کراچی

۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۴؍جولائی ۲۰۱۲ء بروز منگل ہمارے محبوب استاد، مجسم تواضع، جامعہ خیر المدارس ملتان کے قدیم فاضل، مہتمم جامعہ امداد العلوم محمود کوٹ، فقیہ ملت، حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب عمر عزیز کی ۸۶ منزلیں طے کر کے کار حادثہ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ إنا للّٰہ و إنا إلیہ راجعون.

اٹھائیس شعبان جمعرات کی رات آپ اپنے شاگرد مولانا امام دین تونسویؒ کا جنازہ پڑھا کر واپس آرہے تھے کہ صبح تین بجے کے قریب راستہ میں کار اُلٹ گئی، حادثہ میں باقی سوار تو محفوظ نکل آئے، مگر حضرت مفتی صاحبؒ کی گردن کے مہروں پر کاری ضرب آگئی، جس کی تاب نہ لاتے ہوئے حادثہ کے چھٹے دن بروز منگل صبح ساڑھے آٹھ بجے ملتان زیر علاج ہسپتال میں آپ کی روح پرواز کرگئی۔

بعض فہم وعقل، اخلاص وللّٰہیت اور عزم واستقلال کی پیکر خدا شناس ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا کاز اور مقصد حیات اس قدر عالی کردار کا حامل ہوتا ہے کہ ان کی داستانِ حیات آب زر سے کتابت کے لائق ہوتی ہے، جو اس دارِ فانی کو خیر باد کہہ کر اُس میں ایسا رستا ہوا زخم چھوڑ جاتی ہیں کہ جس کا مندمل ہونا عرصہ دراز تک بہت مشکل اور بے امکان ہوتا ہے، زمانہ ہزاروں کروٹیں لے، تب جاکر کہیں وہ خلا پر ہونے کو آتا ہے۔

حضرت مفتی محمد صدیق صاحبؒ جامع کمالات، عجز و نیاز کے پیکر، علمی وعملی طور پر پختہ کار اور سادگی ومستقل مزاجی میں اکابر کی یادگار تھے۔ آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے خاص شاگرد، شہید اسلام، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے رفیق درس اور فقہ وتفسیر کے بہت بڑے

www.banuri.edu.pk

عالم تھے۔ افہام وتفہیم کا خاص ملکہ اور درس وتدریس کے شہسوار تھے۔علوم وفنون پر مکمل عبور اور کئی درسی کتابیں آپ کو حفظ تھیں۔

آپ اپنے مخلصانہ دینی جذبے، بے پناہ قوتِ عمل، اشاعت دین کی خاطر انتھک محنت اور قومی وملی اصلاحات میں دوراندیشی اور ہمت واستقلال کے لحاظ سے ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے، جو کسی بھی قوم کے لئے باعث فخر ہوسکتی ہیں۔آپ کی طبیعت میں انتہائی سادگی اور تکلف وبناوٹ کا نام ونشان تک نہ تھا،مگر استغناء وخودداری اور کفایت شعاری کا جوہر اتم اپنے اندر ودیعت لئے ہوئے تھے۔ ہمیشہ حرص وہوس اور خودغرضی وشہرت سے کوسوں دور محض بندگانِ خدا کی بھلائی، دین متین کی اشاعت اور حق گوئی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔خود بھی عملی نمونہ بنے رہے اور اشاعت دین کے کئی مراکز کی آبیاری بھی کی۔

درس وتدریس اور علمی واصلاحی خدمات میں آپ کا نمایاں وصف علماء وصلحا اور حضرات اکابر کے ہاں آپ کا بے مثال اعتماد تھا۔ دینی وعلمی حلقوں میں آپ کو قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔تمام عمر اخلاص سے عوام وخواص میں قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کیا اور اساتذہ کا نام روشن کیا۔

آخرکار جب قدرت کو آپ کا اس دارفناء میں رہنا نا منظور ہوا تو اٹھاون سالہ تدریسی خدمات کے بعد یہ پاک روح اپنے اصلی گھر کی طرف روانہ ہوگئی،سن عیسوی کے اعتبار سے آپ کی عمر تقریباً ۸۴ سال اور سن ہجری کے اعتبار سے ۸۶ سال کچھ ماہ بنتی ہے۔

برگزیدہ شخصیات کا جانبِ حق رحلت فرمانا ان کے حق میں تو خوش آئند ہوتا ہے کہ وہ بے سکونی کے گھر سے اپنے پروردگار، مالک حقیقی کے جوار میں منتقل ہوجاتے ہیں اور مقصد حیات پالیتے ہیں،مگر پسماندگان اور متوسلین کے لئے یہ داغِ مفارقت فیوض وبرکات سے محرومی اور قلبی اضمحلال کا سبب بن جاتا ہے۔

پیدائش:

آپ ضلع مظفرگڑھ کی تحصیل کوٹ اَدو کے علاقہ سنانواں کے مضافات بستی شاہ والا میں جناب میاں شیر محمد گوراہ کے گھر پیدا ہوئے، جو ایک محنت کش کاشت کار تھے۔آپ کا سن پیدائش تقریباً ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۸ء ہے۔

ابتدائی تعلیم

بچپن ہی میں آپ نے اپنے علاقہ کے مشہور عالم حافظ محمد بخشؒ کے پاس بستی دایہ چوکھا میں

قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا اور حفظ قرآن مکمل کر ہی چکے تھے کہ والد بزرگوار کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا، جس کے بعد آپ حالات سے متاثر ہوکر مزید تعلیم کی بجائے اپنے بڑے بھائی جناب ملک علی محمد صاحب کا گھریلو کام کاج میں دست و بازو بن گئے ۔

فنون کی تعلیم کا آغاز

والد ماجد کی وفات سے کچھ عرصہ بعد جب آپ کی عمر تقریباً بیس سال مکمل ہوچکی تھی، آپ کے ننھیالی خاندان کے معروف بزرگ حافظ خان محمد تھوریؒ نے علم وفضل کے حصول کی طرف آپ کو توجہ دلائی اور خاص شفقت سے فارسی کی چند ابتدائی کتب کی تعلیم کا انتظام بھی کیا، جس کے بعد علوم و فنون کے حصول کا شوق آپ کے دل میں گھر کر گیا اور ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۹۴۸ء میں آپ نے قریبی بستی ٹھٹھی حمزہ کے مدرسہ تعلیم القرآن میں مستقل طور پر درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ وہاں پر حضرت مولانا محمد عمر قریشیؒ ، فاضل دیوبند، شاگرد حضرت مدنیؒ سے ایک سال میں متوسطات تک کتب نحو کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد عمر قریشیؒ جب وہاں سے چھوڑ کر مظفرگڑھ چلے گئے اور ان کی جگہ حضرت مولانا عبدالعزیز شہر سلطانیؒ مدرس ہوئے، جو بقول حضرت مفتی صاحبؒ : عملاً تو حنفی المسلک، مگر عقیدۃً اہل حدیث تھے، تو آپ نے اگلے سال وہیں پر مدرسہ تعلیم القرآن میں مولانا عبدالعزیز شہر سلطانیؒ سے صرف کی بنیادی کتابیں پڑھیں۔

صرف ونحو کی دو سالہ ابتدائی تعلیم کے بعد جب مولانا عبدالعزیز صاحبؒ بھی وہاں سے چھوڑ کر شہر سلطان چلے گئے، تو آپؒ نے بھی علوم آلیہ کی مزید تعلیم کے لئے ان کے ساتھ شہر سلطان کا سفر کیا اور وہاں پر ایک سال میں ان سے آپ نے شرح ملا جامی، کنزالدقائق، شرح الوقایہ، مشکوٰۃ المصابیح، بلوغ المرام، مختصر المعانی، اصول الشاشی، نورالانوار اور منتخب الحسامی سمیت متعدد کتبِ اصول کا درس لیا۔

درس نظامی کے چوتھے سال آپ شہر سلطان کو خیرباد کہہ کر فنون کی تکمیل کے لئے اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا محمد عمر قریشی صاحبؒ کے پاس مظفرگڑھ آگئے اور مکمل ایک سال جامعہ احیاء العلوم میں رہ کر آپ نے تفسیر جلالین، ہدایہ اول وثانی، جامع ترمذی، سلم العلوم، دیوان متنبّی، دیوان حماسہ اور علوم آلیہ کی دیگر شاہکار کتب کی تعلیم حاصل کی۔

دورہ حدیث

علوم وفنون کی استعدادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس نظامی کے پانچویں سال آپ نے حدیث شریف کی مستقل تعلیم کے لئے جامعہ خیر المدارس ملتان کا سفر کیا اور وہاں پر ایک سال میں دار العلوم دیو بند کے مشاہیر فضلاء، شیوخِ حدیث کے سامنے اصولِ ستہ مشہورہ اور دیگر کتب حدیث کا سماع کیا اور شعبان ۱۳۷۲ھ بمطابق مئی ۱۹۵۳ء میں دورہ حدیث سے سند فراغ حاصل کی۔

جامعہ ''خیر المدارس ملتان'' میں دورہ حدیث والے سال آپ نے:

بخاری شریف: حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، فاضل دیو بند، شاگرد حضرت کشمیریؒ سے

ترمذی شریف: حضرت مولانا محمد عبداللہ ڈیرویؒ، فاضل دیو بند، شاگرد حضرت مدنیؒ سے

مسلم شریف: حضرت مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ، فاضل دیو بند، شاگرد حضرت مدنیؒ سے

نسائی شریف: حضرت مولانا جمال الدین مردانیؒ، فاضل دیو بند، شاگرد حضرت مدنیؒ سے

ابوداؤد شریف حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ، فاضل دیو بند، شاگرد حضرت کشمیریؒ سے

ابن ماجہ، موطئین اور طحاوی شریف: حضرت مولانا عبد الشکور کامل پوریؒ، فاضل مظاہر العلوم سہارنپور، شاگرد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ سے پڑھیں۔

فنون کی تکمیل

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد آپ نے اس دور کی ترتیب ونظامِ تعلیم کے مطابق تکمیل کے عنوان سے فنون کی مزید کتابیں پڑھنے کے لئے دو سال مسلسل جامعہ خیر المدارس کا قیام کیا اور اس عرصہ میں آپ نے عقود رسم المفتی، شامی، ہدایہ ثالث، ہدایہ رابع، مسلم الثبوت، بیضاوی، توضیح تلویح، ملاحسن، حمد اللہ، میر زاہد، قاضی مبارک اور شمس بازغہ وغیرہ کتب اصول وفنون کی تعلیم حاصل کی اور شعبان ۱۳۷۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۵۵ء میں آپ کا یہ تعلیمی سفر اختتام کو پہنچا۔

علم قراءت

جامعہ خیر المدارس میں آپ نے درسِ نظامی کی دیگر کتب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ خارجی اوقات میں علم قراءت کی کتابیں بھی پڑھنا شروع کیں اور خیر المدارس کے تین سالہ تعلیمی دورانیے میں حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ سے آپ نے مقدمہ جزریہ، فوائد مکیہ اور جمال القرآن کا درس لیا۔

www.banuri.edu.pk

تدریس

تعلیم سے فراغت کے متصل بعد اگلا سال شروع ہوتے ہی جامع مسجد محمود کوٹ شہر سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور حضرت مولانا مفتی عبد القادر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجلیل، حضرت مولانا اللہ بخش فانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض الباری، حضرت مولانا اللہ بخش مکانی اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی بن حاجی غلام حاضر صاحب جیسے خوش نصیب طالبانِ علم وفضل نے جامع مسجد محمود کوٹ میں آپ سے ایک سال میں فارسی کی ابتدائی کتابیں اور سورۂ کہف، سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ کا ترجمہ پڑھا اور بقول مولانا عبدالرحمٰن جامی بن حاجی غلام حاضر سب سے پہلے درس میں عبارت خوانی کا شرف ان ہی کو حاصل ہوا۔

تدریس کے دوسرے سال آپ محمود کوٹ چھوڑ کر جامعہ احیاء العلوم، مظفر گڑھ چلے گئے اور وہاں پر چار سال تدریس کرنے کے بعد واپسی دوبارہ محمود کوٹ آگئے۔ اس وقت مدرسہ جامعہ امداد العلوم کی بنیاد رکھی جا چکی تھی، جس کو حضرت مولانا غلام یسین گورمانیؒ آف تونسہ شریف نے حکیم عبدالحق صاحبؒ کے زیرِ اہتمام پیر محمد یعقوب بودلہ کی طرف سے وقف کردہ تقریباً نو/۹ کنال اراضی پر قائم کیا تھا، اس موقع پر سات سال تک مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ شہر میں آپ نے تدریسی خدمات سرانجام دیں اور شوال ۱۳۸۶ھ بمطابق فروری ۱۹۶۷ء میں آپ وہاں سے چھوڑ کر دوبارہ احیاء العلوم، مظفر گڑھ تشریف لے گئے اور وہاں پر چھ سال پڑھانے کے بعد آپ جامعہ مظاہر العلوم کوٹ اَدو تشریف لے آئے۔

جامعہ مظاہر العلوم، کوٹ اَدو میں تین سال تدریس کرنے کے بعد ۲۹/شعبان ۱۳۹۵ھ بمطابق ۷/ستمبر ۱۹۷۵ء کو وہاں سے مستعفی ہوکر آپ تیسری مرتبہ محمود کوٹ تشریف لے آئے اور جامعہ امداد العلوم کو مستقل طور پر اپنا مسکن بنا لیا اور تا دمِ آخر یہیں پر تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مجموعی طور پر مختلف اوقات میں آپ نے دس سال احیاء العلوم مظفر گڑھ، تین سال جامعہ مظاہر العلوم کوٹ اَدو اور پینتالیس سال محمود کوٹ کی جامع مسجد اور مدرسہ امداد العلوم میں علوم وفنون کی خدمت کی۔ دورانِ تدریس شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی علی محمد صاحبؒ نے اپنے اہتمام کے زمانہ میں دار العلوم کبیر والا میں تدریس کے لئے آپ کو دعوت بھی دی تھی، جس کو بعض عوارض کی بنا پر قبول کرنے سے حضرت نے معذرت کر لی تھی۔

آپ نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ دینی وفکری حوالے سے ہمیشہ حدودِ شرع کا تحفظ کیا، اگر کسی بھی موقع پر کسی متجدد اور کجر ومکتب فکر نے اپنے اثراتِ بد پھیلانے کی کوشش کی، تو آپ نے بھر پور انداز میں اس کا مقابلہ کیا۔ پورے علاقے میں مسلک حق کی وضاحت کی اور باطل نظریات کی تردید میں وسعت بھر کردار پیش کیا۔

شعبۂ افتاء اور تصنیف وتالیف

آپ نے درسِ نظامی کی تدریس کے علاوہ شعبۂ افتاء کا مستقل طور پر کام جاری رکھا اور تا دمِ آخر حق گوئی کے اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ آپ کی نوکِ قلم سے صادر ہوئے۔ ذاتی طور پر تحریر وتبویب اور انشاء پردازی کا آپ ذوق نہیں رکھتے تھے، اس لئے نصف صدی سے زائد عرصے کے اندر آپ کی نوک قلم سے نکلنے والے فتاوی اور دیگر ضروری تحریریں آج کسی خاص ترتیب سے جمع نظر نہیں آتیں، البتہ دورہ حدیث والے سال کتب حدیث کی شرح میں آپ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی چند کاپیاں دریافت ہوئی ہیں، جن میں بعض پر کتاب کا نام مع مختصر تعارف حضرت ہی کے قلم سے درج ہے:

۱۔ مجمع البحرین فی حل مہمات الجامعین من فیوضات الشیخین، الشیخ مولانا خیر محمد والشیخ مفتی محمد عبداللہ، حفظہما اللہ تعالی، الفہ: افقر محمد صدیق مظفر گڑھی، جامعہ خیر المدارس ملتان شہر، ۱۳۷۲ھ۔ بڑے سائز میں یہ دفتر تقریباً چارسواسی صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ علومِ قرآن واصول تفسیر، افادات: حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، بڑے سائز میں یہ کاپی تقریباً تین سوبیس صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ تیسری کاپی مبادئ تفسیر اور علوم حدیث کی مختلف ابحاث پر مشتمل ہے، یہ کاپی چھوٹے سائز میں تقریباً ایک سوساٹھ صفحات پر ہے، اس کے آخر میں حضرت مفتی صاحبؒ ہی کے قلم سے یہ شعر لکھا ہوا ہے، جس کے مصداق میں اب خود مفتی صاحبؒ بھی شامل ہو چکے ہیں:

یہ چمن یوں ہی رہے گا، ہزاروں بلبلیں
اپنی بولیاں بول کر سب اُڑ جائیں گی

علمی پختگی اور تدریسی کمال

آپ علمی طور پر بہت پختہ استعداد کے مالک تھے اور فنون پر مکمل عبور حاصل تھا، آخر عمر تک

بڑھاپے کے اس زمانے میں بھی اصول وقواعد کا برابر استحضار رہتا تھا۔ درسِ نظامی کی یومیہ کئی کئی کتابیں پڑھانا آپ کا عام معمول تھا۔ ہدایہ ثالث، بیضاوی اور کافیہ جیسی ثقیل الدرس کتابوں کی تدریس آپ کے ہاں ایک سہل المنال قضیہ تھا۔ جوانی کے ایام میں ایک طویل عرصہ تک ابتدائی درجات سے لے کر جلالین ومشکوٰۃ تک مکمل اسباق آپ اکیلے پڑھاتے تھے۔ آپ کی علمی ترقی میں جامعہ احیاء العلوم کے کتب خانے کا بہت بڑا دخل تھا۔ مظفرگڑھ کے زمانۂ تدریس میں آپ نے موقع کو غنیمت جانا اور جوانی کے اس عالم میں کتابوں کے درمیان خوب عرق ریزی کی، جس کے سنہری اثرات ہمیشہ آپ کی تقریر وتدریس میں نمایاں طور پر دکھائی دیتے تھے۔

آپ کی تعلیمی قابلیت اور علمی رسوخ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۴ھ میں جامعہ مخزن العلوم خانپور میں دورۂ تفسیر کے دوران حضرت مفتی صاحبؒ، بندہ عاجز اور مولانا مسلم صاحبؒ ہم تین آدمی ایک جماعت کی صورت میں اکٹھے بیٹھا کرتے تھے، جس میں بسا اوقات دوسرے طلباء بھی شریک ہو جایا کرتے۔ تکرار ومراجعت کی ذمہ داری حضرتؒ ہی کے سپرد تھی۔ ایک مرتبہ دورانِ تکرار دسویں پارے میں سورۂ انفال کی آیت ''وَلَوْعَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْراً لَّاَسْمَعَھُمْ، وَلَوْأَسْمَعَھُمْ لَتَوَلَّوْا وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ '' پر حضرت نے ایک اشکال پیش کیا کہ آیت مبارکہ میں مذکورہ دونوں جملے قضیہ شرطیہ کے قبیل سے ہیں، جن میں سے پہلے قضیے کے اندر تالی اور دوسرے میں مقدم حد اوسط ہے، اگر حد اوسط کو گرا دیا جائے، تو نتیجہ نکلتا ہے: ''وَلَوْعَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْراً ،لَتَوَلَّوْا وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ'' جو انتہائی غلط ہے۔

اس اشکال کا جواب جب ہم طلباء میں سے کوئی دوسرا شخص نہ دے سکا، تو خود حضرتؒ نے اس کا حل پیش کیا اور فرمایا کہ درحقیقت ''لَّاَسْمَعَھُمْ، وَلَوْأَسْمَعَھُمْ'' کو حد اوسط قرار دینا ہی ایک غلط فہمی پر مشتمل ہے کہ اس کی وجہ سے آیت مبارکہ میں اشکال پیدا ہو، اس لئے کہ حد اوسط میں دونوں اجزاء کے درمیان وحدت کلیہ شرط ہوتی ہے اور یہاں پر وحدت نہیں پائی جارہی، بلکہ اول قضیہ میں سماع سے مراد سماع قبول ہے اور ثانی میں اس سے مراد مطلق سماع ہے، جو آپس میں ایک دوسرے سے مغائر ہیں، لہٰذا سرسری نظر میں ان کو حد اوسط گردانتے ہوئے فنی مشکل میں پھنسنا بالکل بے جا ہوگا۔

زمانۂ طالبعلمی سے ہی آپ کے اندر علمی ذوق کا جوہر ودیعت تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے شوال ۱۴۰۹ھ میں ابوداؤد شریف کے ایک درس کے اندر آپ کی علمی لیاقت کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے: ''میرے دو ہی دوست تھے، مولانا صدیق صاحب (محمود کوٹی) اور دوسرے

کا نام بھی صدیق تھا، مولانا صدیق صاحب انتہائی لائق فائق انسان تھے۔ (جامعہ خیر المدارس میں) دورہ حدیث والے سال اکثر کتابوں کی عبارت یہی پڑھا کرتے تھے‘‘۔

اساتذہ وشیوخ

آپ کے اساتذہ میں سے اکثر کا ذکر تعلیمی دورانیے کی تفصیلات میں تقریباً آچکا ہے، جن کے علاوہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ تفسیر قرآن میں آپ کے خاص استاذ ہیں، آپ نے جامعہ مخزن العلوم، خانپور میں ان سے دومرتبہ دورۂ تفسیر پڑھا، ایک مرتبہ دوران تعلیم ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۹۵۴ء میں تکمیل کے پہلے سال اور دوسری مرتبہ دورانِ تدریس آپ نے ان سے تفسیر پڑھی۔

آپ کے قریبی علاقہ کھٹی حمزہ میں آباد سادات خاندان کے دومشہور فرد حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب اور حضرت مولانا سید نظام الدین شاہ صاحب بخاری آپ کے اساتذہ میں سے بحمداللہ حال کے اندر بقید حیات بزرگ ہیں۔ حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب، شاگرد حضرت مولانا محمد عمر قریشیؒ آپ کے مشکوٰۃ المصابیح کے استاذ ہیں۔ پیر محمد شاہ صاحب کا خاندان تحصیل کوٹ ادو کا معروف علمی خاندان ہے، جس میں پشت در پشت علماء وفضلا اور عظیم نسبتوں کے حامل اہل خیر چلے آئے ہیں، آپ کے پردادا جناب مولانا سید سلطان احمد شاہ صاحبؒ سرمایۂ ملت، رئیس المتکلمین، محدثِ عصر حضرت مولانا علامہ عبد العزیز پرہاڑویؒ متوفی ۱۲۳۹ھ، مولف ’’کوثر النبی ﷺ‘‘ کے معاصر اور ان کے خاص متعلقین میں سے تھے۔

حضرت مولانا عبد العزیز پرہاڑویؒ نے عقائد پر فارسی میں اشعار کا مجموعہ اپنی کتاب ’’ایمان کامل‘‘ کی تصنیف انہی کے ایماء پر کرائی تھی، جس میں حضرت پرہاڑویؒ کے منہ سے نکلنے والے مبارک اشعار کے کاتب اول بھی حضرت مولانا سید سلطان احمد شاہ صاحبؒ ہیں، یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ ’’ایمان کامل‘‘ کے مقدمہ میں سبب تالیف کے بیان میں مذکور ہے۔

حضرت مولانا سید نظام الدین شاہ صاحب اس وقت جامعہ تجوید القراء بی بلاک، لاہور میں قیام پذیر ہیں، اور جامعہ کی ادارت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، آپ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے شاگرد اور ان کے زمانۂ تدریس ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء میں جامعہ عباسیہ، بہاولپور کے فاضل ہیں، جس کے بعد درس حدیث کے شدتِ اشتیاق کے پیش نظر ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۵۰ء میں آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان سے دوبارہ دورہ حدیث کیا اور ۱۹۵۱ء سے

www.banuri.edu.pk

جامعہ احیاء العلوم مظفرگڑھ مدرس ہوگئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۲ء میں ان سے جامعہ احیاء العلوم میں دیوان حماسہ اور دیوان متنبّی پڑھی ہے۔

ان حضرات کے علاوہ حافظ محمد وارث صاحبؒ گوراہ بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں، جن سے حفظ قرآن کے بعد آپ نے منزل کی دہرائی کی تھی۔

جنازہ وتدفین

۴؍رمضان المبارک شام سوا چھ بجے مولانا منظور احمد، استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان کی زیر اقتداء علماء وطلبا اور متوسلین کے ایک جم غفیر نے محمود کوٹ شہر ہائی سکول کے گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور بعد نماز مغرب سنانواں میں قبرستان شاہ نظام، نزد ٹبی موچیاں والا میں آپ کے جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پاک روح کو اپنے جوار میں مقاماتِ عالیہ عطا فرمائیں اور جمیع متوسلین میں قرآن وسنت کے علوم وبرکات کی بہاریں قائم فرمائیں۔

پسماندگان میں آپ نے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں، سب کے سب قرآن پاک کے حافظ اور تین بیٹے عالم دین ہیں، سب سے بڑے بیٹے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب تجربہ کار مدرس اور عرصہ سے خدمت حدیث میں مصروف ہیں۔ حال میں آپ جامعہ حفصہ للبنات مظفرگڑھ کے مدیر ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان کے شیخ الحدیث بھی ہیں۔ حضرت کی وفات کے بعد ۷ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک جب شوریٰ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، تو شوریٰ نے حضرت کی جگہ اہتمام کی ذمہ داری ان ہی کے سپرد کردی۔ اللہ پاک حامی و ناصر ہوں۔

دوسرے بیٹے حافظ عبدالرحیم صاحب، تیسرے پروفیسر مولانا عبدالجلیل صاحب، چوتھے حافظ عبدالقیوم خیالی اور سب سے چھوٹے بیٹے مولانا عبدالحنان صاحب ہیں، ماشاءاللہ! سب کے سب اپنی اپنی وسعت کے بقدر دین کا کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں، اُن کے علمی واصلاحی سلسلوں کو جاری وساری رکھیں اور اس میں اپنی خاص نصرت سے نوازیں۔